مغلیہ طرز زیبائش کے جمالیاتی اور فکری عوامل

اسمارہ احمد
پی ایچ ڈی سکالر (فائن آرٹس)
کالج آف آرٹ اینڈ ڈیزائن، جامعہ پنجاب، لاہور

AESTHETIC AND INTELLECTUAL ELEMENTS IN MUGHAL'S STYLE OF DECORATION

Asmara Ahmad
PhD Scholar (Fine Arts)
Punjab University College of Art and Design, Lahore

Abstract

The naturalistic tendency that became the forte of the Mughal domain especially during the sixteenth and the seventeenth century are the areas of this papar. The particular mosques that this research focuses are the, Maryam Zamani mosque, Neela Gumbad mosque, Badshahi mosque and the Sonehri mosque. The study of these particular mosques sheds light on the development of the Mughal ornamentation through their reigning period. The particular area of the dome is the focus of study as it had been an important part of the mosque architecture throughout the Islamic reign and mostly the apex of concepts and ideology were achieved during its composition of various floral and geometric motifs. The dome decoration has a variety that needs to be explored and documented within the vicinity of Lahore, especially the mosques as they are fading away quickly into the dust of their surroundings.

Keywords:

مغل، طرز زیبائش، اکبر اعظم، جہانگیر، بادشاہی مسجد، نیلا گنبد مسجد، مریم زمانی، لاہور

مغلیہ ادوار کی مساجد میں گنبدوں کے زیبائشی عناصر

قدیم لاہور کی مساجد کے سنہری اور نیلے گنبد، سیاحوں اور محققین کو اپنی جانب راغب کرتے ہیں۔ان کی سجاوٹ کے تخیلات کی ترتیب اور طرز میں پنہا گراں مایہ عناصر دیکھنے والوں کو سحر زدہ کر دیتے ہیں۔بسا اوقات ان کی بے نامی انھیں متحیر بھی کرتی ہے۔ان تعمیرات کے متاثر کن ڈیزائن یقیناً ماہر کاریگروں کی محنت شاقہ اور تصوراتی عرق ریزی کے مرہون منت ہیں۔اس تحقیق کے ذریعے مختلف مغل حکمرانوں کے ادوار میں تعمیر شدہ مساجد میں گنبد کی اندرونی زیبائش کے عناصر میں تنوع اور تبدیلیوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس طرح ان ادوار میں مختلف علامتی یا سائنسی حوالے ہیں جو انھوں نے اپنے زیبائشی نمونوں میں اسلامی فلسفہ اور تصوف کے ساتھ منسلک کیے۔گنبد کی اندرونی زیبائش ایک مخصوص شناخت اور کردار کی نشاندہی کرتی ہے۔یہ مساجد محض نماز کے ہال کے لیے مخصوص نہیں تھیں بلکہ طرز زیبائش کے ذریعے اسلام کے عقائد کو اجاگر کرنے اور تبلیغ کا ذریعہ بھی تھیں۔یہ طرز زیبائش نہ صرف تجرباتی اور اختراعی تھی بلکہ قدرتی طور پر تصوراتی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بھی تھی۔اس مطالعہ کے لیے لاہور کی جن مساجد کو چنا گیا ان میں مریم زمانی مسجد، نیلا گنبد مسجد، بادشاہی مسجد اور سنہری مسجد شامل ہیں۔ان کا تعلق مغلیہ ادوار سے ہے اور ان کی زیبائش فی الوقت برقرار ہے۔علاوہ ازیں ان میں قدرے تنوع بھی پایا جاتا ہے۔

روایتی رجحانات کا مغلیہ طرز زیبائش میں احیا

عمومی رجحانات جو مغلیہ طرز زیبائش کا جز ولاینفک بنے، بنیادی طور پر مغلوں کے اپنائے ہوئے ان اثرات اور ان کے دل موہ لینے والے متاثر کن جذبات تھے جو ان میں قدرت کی گہرائیوں میں اُتر کر مشاہدہ سے سمو گئے تھے۔مغل نہ صرف بنیادی طرز کی سرپرستی کرتے تھے بلکہ وہ ایک خاص مکتب فکر کو پروان چڑھاتے رہے جو ان کے عمومی طرز زیبائش میں وسعت کے ساتھ جدیدیت اور انفرادیت پیدا کرتا تھا جو ہر حکمران کے دور سے وابستہ تھی۔اس کے باوجود انھوں نے یکتا ذوق کو برقرار رکھا جو نہ صرف اپنی نفاست کے اعتبار سے اس خطے میں مقبول تھا بلکہ عالمی طور پر بھی اسے بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی۔جب ہم لاہور کی مساجد کی طرز تعمیر اور طرز زیبائش کا مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ یہ نہ صرف مہارت اور نفاست کا مظہر ہیں بلکہ ان کے ڈیزائن کی وسعت ان کے تصورات کا مرقع ہیں۔جہانگیر کے پیشرو حکمرانوں بابر، ہمایوں اور اکبر کا زیادہ تر وقت سلطنت کی وسعت اور اسے برقرار رکھنے کے لیے جنگ وجدل میں صرف ہوا، گو کہ وہ فنون لطیفہ اور فن تعمیر میں دلچسپی رکھتے تھے لیکن ان پر یکسوئی سے توجہ نہ دے سکے۔جہانگیر کا دور نسبتاً پر امن تھا اور اس کی زیادہ توجہ فنون کی ترویج پر رہی۔جہانگیر فن تعمیر کی نسبت فن مصوری کی طرف مائل تھا۔(۱) یہی وجہ تھی کہ اس کے زمانے میں فارسی آرٹ اور ان کے مرکبات کے زیر اثر کثیر فن پارے وجود میں آئے۔جہانگیر یورپین آرٹ، خصوصاً نشاۃ ثانیہ کے دور کا بھی

دلدادہ تھا۔(۲) اسی لیے اس دور کے مصورخانوں میں ایسے مصور اور فنکار پروان چڑھے جنھوں نے مشرقی اور مغربی مکتبہ ہائے فکر کو یکجا کر کے اپنے منفرد فن پارے تخلیق کیے۔ان مصورخانوں نے ایسے مرقع (البم) مکمل کیے جو متنوع خطاطی، عربی روایت کے مطابق باہم متصل لکیروں اور جانوروں کی اشکال پر مشتمل تھے۔(۳) مریم زمانی مسجد میں ان رجحانات پرمبنی طرز زیبائش کو اپنایا گیا۔مسجد کے اندرونی حصوں کو سرپرست کے ذوق کے مطابق رنگوں کے امتزاج کو مشرقی قو یمتی نمونوں میں اس طرح سمو دیا گیا کہ مقامی اور علاقائی رجحانات کی عکاسی مصوروں اور فنکاروں کی مہارت سے غیر محسوس طور سے موجود ہے۔اس کے بعد شاہجہان کا دورِ حکومت آیا جس میں ہمیں مغل طرز زیبائش کا عروج دیکھنے کو ملتا ہے، جیسا کہ ہم وزیر خان مسجد اور نیلا گنبد مسجد میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ان مساجد میں کی گئی زیبائش کی ہیئت میں مریم زمانی مسجد کی نسبت زیادہ پیچیدگی نظر آتی ہے۔ شاہجہان نے فن تعمیر میں گہری دلچسپی لی جس کی سب سے نمایاں مثال تاج محل ہے۔شہنشاہ نے فن تعمیر کی سرپرستی کی،تعمیرات میں تنوع پیدا کیا۔ان مساجد میں منفرد خصوصیات کے حامل پھولوں کی ترتیب ہمیں فلکیاتی اقلیدسی اشکال میں سموئی ہوئی ملتی ہیں جو مغلوں کے باریک بیں مشاہدے پرمبنی ہے۔

اورنگ زیب کے زمانہ اقتدار میں یہ گنج گراں مایہ وراثت یکا یک بے حد سادہ شکل اختیار کر گئی۔بادشاہی مسجد میں فن زیبائش اس روایتی مہنگی اور مالا مال زیبائش سے جدا لگتا ہے جو مغلیہ اودوار کا خاصہ رہا۔اس سادگی میں حکمران کے مذہبی رجحان کی جھلک اور زیبائش کا تقدیس کی جانب جھکاؤ تو نظر آتا ہے لیکن غالب نہیں ہوتا۔

مغلیہ سلطنت کے آخری ادوار میں شاہ محمد کی حکمرانی کے دوران بنائی گئی لاہور کی سنہری مسجد جو اگرچہ چھوٹی عمارت ہے لیکن یہ ان تبدیلیوں کی غماز ہے جو ایک ایسے طرز زیبائش پر منتج ہوا جس کی پیروی کی جھلک بعدازاں ظہور پذیر رجحانات میں ملتی ہے۔

مریم زمانی مسجد

مریم زمانی (اکبراعظم کی بیوی اور جہانگیر کی والدہ) کا شمار مغلیہ دور کی ان چیدہ خواتین میں ہوتا ہے جن کا ذکر تاریخ کے ابواب میں اس وجہ سے اہمیت کا حامل ہے کہ ان کی شاہی دربار میں موثر حاضری رہی اور وہ حکومتی فیصلوں میں متحرک کردار ادا کرتی رہیں۔اس مسجد کا تصوراتی خاکہ مریم زمانی سے منسوب ہے اور اس کی تکمیل عہد جہانگیری میں ہوئی۔یہ مسجد روایتی مستی دروازہ (مسجدی دروازہ) کے اندر واقع ہے جسے شہنشاہ اکبر نے تعمیر کرایا تھا اور یہ قلعہ لاہور کی مشرقی فصیل نما دیوار کی جانب واقع ہے۔یہ ایک پرہجوم مقام ہے جہاں بڑی تعداد میں جفت اور پرچون کی دکانیں واقع ہیں۔یہاں خوانچہ فروش بھی عام نظر آتے ہیں۔

مسجد کا مشرقی داخلی دروازہ چھوٹا اور آہنی سلاخ دار ہے جس کے اوپر سہ پرتی محراب بنی ہوئی ہے۔اس محراب کے اندر ایک خوبصورت فارسی قطعہ نقش ہے جو داخل ہونے والوں کو آشکار ہونے والی شوکت کا اشارہ کرتا ہے:

شاہ عالم گیر نور الدین محمد بادشاہ

باد یا رب در جہان روشن چو نور مہر و ماہ

(ترجمہ) اے اللہ! فاتح عالم شہنشاہ نورالدین محمد کو سورج اور چاند کی طرح چمکانا۔

شمال کی سمت واقع گزرگاہ پر داخلی محراب کے وسط میں فارسی قطعہ نقش ہے۔

(ترجمہ) اللہ سب سے برتر ہے۔

اللہ کا شکر بجا لانا چاہیے کہ جس کی مہربانی کے سبب بلند اقبال (ملکہ) کی مبارکمندی سے اس عمارت کی تکمیل ہوئی۔

مریم زمانی اس عمارت کی بانی ہے جو (بنی نوع انسان کی) جائے نجات ہے۔

یہ قطعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ اس مسجد کی وراثت عہد جہانگیری سے وابستہ ہے۔ مشرق اور شمال کی جانب واقع مرکزی گزرگاہوں سے مسجد کے وسیع دالان میں داخل ہوتے ہیں۔ مسجد کے کشادہ ایوان میں سامنے کی جانب پانچ کھلی محرابیں ہیں، جن میں سے درمیانی محراب بقیہ چار محرابوں سے بڑی ہے۔ اس طرز کی ترتیب ہمیں مغلیہ ادوار کی مساجد میں خصوصی طور پر ملتی ہے۔ ان کی زیبائش محرابوں کے اندرونی اطراف ہے جنھیں نقاشی کے متنوع فن پاروں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ ان اُطاق کو ستارہ نما دلکش اور بے حد آراستہ اشکال سے اجاگر کیا گیا ہے جو منقش اقلیدسی اشکال کے جال سے باہم منسلک ہو کر ایک وسیع، خوشنما اور مسحور کن ڈیزائن کو وجود میں لاتی ہیں۔ یہ اقلیدسی اشکال ہمیں مسجد کے کونوں میں بھی ملتی ہیں جنھیں عربی روایت سے منسلک اشکال سے مزین کیا گیا ہے جنھیں دہراتے ہوئے ہم آہنگی اور موزونیت کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔

مسجد کا صحن مستطیل نما اور کشادہ ہے۔ (۴) اس کے درمیان وضو کے لیے پانی کا حوض ہے۔ (۵) مشرقی حصے میں ایک چبوترہ واقع ہے جو بعد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ شمال مشرقی جانب ایک بعد ازاں تعمیر شدہ مقبرہ ہے۔ مسجد میں قدیم اور بوسیدہ زینے کی باقیات بھی موجود ہیں۔

ایوان عبادت سہ باری گنبدی کمروں میں منقسم ہے جو محرابی چیمبرز کے ذریعے باہم منسلک ہیں۔ یہ طرز تعمیر خالصتاً ایرانی انداز کا مظہر ہے۔ ایوان کی داخلی محرابوں کے بالائی حصے انتہائی پیچیدہ نقاشی سے مرصع ہیں۔ مرکزی گزرگاہ ایک پشطاق پر مشتمل ہے جس پر غالب کاری کے خوبصورت نمونے ملتے ہیں۔ اکبر اپنے فارسی ترکے کو پروان چڑھانے میں دلچسپی رکھتا تھا لیکن اس دور کی تعمیراتی زیبائش میں ہمیں بے شمار ہند وعوامل خصوصاً گجراتی انداز کی جھلک بھی ملتی ہے۔

مریم زمانی مسجد کی گنبدی سجاوٹ

مسجد کی چھت پانچ گنبدوں پر مشتمل ہے۔ چار اطرافی گنبد ہیں جب کہ محراب امامت کے سامنے واقع مرکزی گنبد وسیع اور اپنی بھاری سجاوٹ کے باعث نمایاں ہے۔ یہ مسجد اکبری اور جہانگیری ادوار سے منسلک

ہے اس لیے اس میں بے پناہ دیواری نقاشی ملتی ہے۔ یہ فن صدیوں پر محیط مغلیہ ادوار میں پروان چڑھا جو اپنے وراثتی ترکے کے طور پر آج بھی لاہور میں موجود ہے۔ اگرچہ مغلیہ طرزِ تعمیر کا آغاز ایودھیا کی بابری مسجد سے ہوا، اس کے بعد مقبرہ ہمایوں کی تعمیر ہوئی، لیکن بھاری اور پیچیدہ مغلیہ طرزِ زیبائش کا عظیم الشان آغاز لاہور میں مریم زمانی مسجد سے ہوا۔

مرکزی گنبد میں منابت کاری (۶) اور گلکاری سے بھرپور غالب کاری (۷) سے کی گئی ہے۔ جب کہ بقیہ چار اطرافی گنبدوں میں زیوراتی طرز کی زیبائش سے تنوع پیدا کیا گیا ہے۔

نیلا گنبد مسجد

انارکلی بازار سے متصل نیلا گنبد بازار کے کشادہ چوک میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج (اب یونیورسٹی) کے بالمقابل دوکانوں کے جھرمٹ کے عقب میں ابھرا ہوا نیلا گنبد نظر آتا ہے۔ یہ غزنوی صوفی عبدالرزاق مکی آف سبزوار کا مقبرہ ہے۔ اس کے بالکل متصل ایک وسیع مسجد ہے جس کا محراب نما چھوٹا سا داخلی دروازہ بازار کی جانب واقع ہے جہاں سے داخل ہو کر ہم مسجد کے صحن میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے وسط میں وضو کے لیے پانی کا حوض ہے۔ اس سے آگے ایوان عبادت ہے۔ اس مقبرے اور مسجد کی تعمیر مغلیہ دور میں ہوئی۔ ایوان عبادت کی چھت تین گنبدوں پر مشتمل ہے۔ ان گنبدوں کی اندرونی جانب نہایت خوبصورت نقاشی کی گئی ہے جسے منابت کاری، غالب کاری اور گلکاری کی مدد سے نہایت مہارت کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ چونکہ فی الوقت یہ مسجد اور اس کی سجاوٹ درست حالت میں ملتی ہے اس لیے اس کی سجاوٹ اور ڈیزائن کے بنیادی عناصر پر ہی بحث کی گئی ہے۔ مرکزی گنبد کے خول کی اندرونی سطح کے وسط میں تین بڑی مربع اشکال کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اس میں ایک ستارہ نما شکل کا عکس نظر آتا ہے۔

اس مرکب شکل کے قلب میں ایک اور ہشت نکاتی ستارہ نما جال ہے جس کے گرد دوہرا لکیردار مہین حاشیہ لگایا گیا ہے۔ مرکزی نقطے کے گرد آٹھ سرخ نوکدار پتیوں والا گل نیلوفر (کنول) عکس بند کرتے ہوئے خشخاش کے پھول کی مانند دائرہ نما حاشیے میں مقید کیا گیا ہے۔ (۸) گنبد کی باقی ماندہ جگہ کو پتنگ نما تکونی اشکال میں غالب کاری سے بھر دیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر زیبائشی کرداروں میں سفید رنگ سے گلکاری اور نباتاتی اشکال نمایاں ہیں۔ پتنگ نما تکونی کلسی رسوب نما اشکال اور درمیانی جگہوں کو رنگ برنگے پھولوں سے سجایا گیا ہے۔ اس کے باعث تدریجی نیلے رنگ، سبز اور زردی مائل رنگوں سے پیدا شدہ یکسانیت کو ختم کرنے میں مدد ملی ہے۔ کلی اعتبار سے ڈیزائن کو سیاہ، سفید اور سرخ حاشیوں کی مدد سے اجاگر کیا گیا ہے۔ مجموعی تاثر کے اعتبار سے رنگوں کا یہ امتزاج مسجد میں داخل ہونے والے کے لیے آسودگی اور سکون بخش ہے۔ اطرافی گنبدوں میں بھی ہشت نقاطی ستارہ ہے لیکن یہ

مرکزی گنبد کے ستارے سے مختلف ہے۔ گنبد کے مرکز کے گرد سولہ پتیوں والا گل نیلوفر ہے جس کے گرد نارنجی رنگ کا دائرہ ہے۔ پس منظر میں قدرتی اور نیلا رنگ بھرا ہے۔ باقی ستارے میں گلکاری کی گئی ہے۔ ستارے کا حاشیہ گہرے نیلے رنگ کا ہے جو اسے شفتالوی رنگ کے گلکاری حاشیوں سے ممتاز کرتا ہے۔ بنیادی شکل برتن نما ہے جس کے اندر گنبد کے مرکز کی جانب کثیر الاقسام اشکال سے مدد لی گئی ہے۔ گنبد کے کنارے کلسی رسوب نما پھیلی ہوئی پر پیچ اشکال ہیں۔ سولہ نقاطی ستارے اور پس منظر کو بھرنے کے لیے گل نیلوفر کی مختلف اقسام کی اشکال سے زیبائشی نقشہ ترتیب دیا گیا ہے۔ اس تمام ستارے کو سفید پس منظر والے ہیولا نما حصار میں اس خوبصورتی سے لیا گیا ہے کہ وہ ممتاز نظر آنے کے ساتھ کلی زیبائشی خاکے کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اندر زیبائشی ڈیزائن کو ہلکے رنگوں سے دھندلا کر اس ہیولا نما حصار کی انفرادیت برقرار رکھی گئی ہے۔ گنبد کا بقیہ حصہ رنگا رنگ پھولوں اور شکلوں سے بھر دیا گیا ہے جو مغلیہ زیبائش کا خاصا ہے۔ تاہم گنبد کی مناسبت سے تمام ڈیزائن کی دائروی شکل برقرار رکھی گئی ہے۔

اشکال کے حاشیے نیلے، عنابی اور شفتالوی نارنجی رنگوں سے بنائے گئے ہیں۔ یہ شکلیں گنبد کے مرکز میں چھوٹی اور گنبد کے بڑھتے ہوئے خم ارگھیرے (نچلی جانب) کے ساتھ پھیلاؤ کی طرف مائل ہیں۔ گنبد کا نچلا سرا پتوں کے رسہ نما دائرے کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے۔

بادشاہی مسجد

اورنگ زیب کے عہد حکمرانی کی ایک قابل فخر عمارت لاہور کی بادشاہی مسجد ہے۔ یہ وسیع و عریض عمارت آج بھی عیدین اور جمعہ کے اجتماعات کا مرکز ہے۔ اس کی کرسی بے شمار ڈاٹوں کے جھنڈ کی مدد سے بائیس زینوں تک کی بلندی تک اٹھائی گئی ہے۔ اس کی تعمیر ابری پتھر (۹) یعنی سرخ ریتلے پتھر اور سفید سنگ مرمر سے کی گئی ہے۔ اس کی بناوٹ میں بے حد مہارت سے بنائی گئی محرابوں کے ذریعے ایک خوبصورت اور متوازن مرکب ساخت کو معرض وجود میں لایا گیا ہے۔ مسجد کی عمارت ۵۳۰ فٹ طویل اور ۵۴۷ فٹ عریض ہے۔ (۱۰) اس سے اس کی وسعت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مسجد کی چھت تین قبہ نما گنبدوں پر مشتمل ہے جو بیرونی اطراف سفید سنگ مرمر سے ڈھانپ دیے گئے ہیں۔ عین وسط میں الٹائے گئے گل نیلوفر کے قلب میں پتیل کی دلکش راس ہر گنبد کو بے حد جاذب نظر بناتی ہے۔ مسجد کے صحن کے عین درمیان وضو کے لیے سنگ مرمر کا وسیع حوض ہے۔ مسجد کے کشادہ عبادتی ایوان میں پانچ کھلی محرابوں سے داخل ہوا جا سکتا ہے جن میں روایتی مغلیہ طرز کے مطابق، درمیانی محراب بڑی اور بلند ہے۔ مسجد کی عمارت کے چاروں کونوں پر سرخ پتھر سے بلند مینار تعمیر کیے گئے ہیں جن کی ٹوپی نما چھت سفید سنگ مرمر کا غلاف اوڑھے نظر آتی ہے۔ گنبدوں کے اندرونی اطراف منبت کاری اور پکا قلائی (سفید چونے کا دمکتا پلستر) سے زیبائش کی گئی ہے۔

گنبد کے عین وسط میں آٹھ کناری گل نیلوفر ،ایک سولہ کناری گل نیلوفر میں کھلا ہوا نظر آتا ہے۔جس کے کناروں کو سرخ رنگ سے اجاگر کیا گیا ہے۔اس کے گرد ستارہ نما پتیوں کا تنگ جال گنبد کے زیریں حصوں کی جانب پھیلاؤ کی وسعت اختیار کرتا ہوا صراحی نما اشکال پر منتج ہوتا ہے۔یہ حصہ نقاشی اور منابت کاری سے مزین کیا گیا ہے۔گنبد کا اندرونی حصہ خالصتاً مغلیہ طرز زیبائش کا شاہکار ہے۔یہ انداز ایرانی مساجد میں گلکاری سے سجائے گئے قالینی نقشوں سے مماثلت رکھتا ہے۔(۱۱)

سنہری مسجد

اس مسجد کی ساخت اگرچہ چھوٹی عمارت پر مشتمل ہے لیکن اس کی زیبائش مغلیہ دور کے زیبائشی فنون میں اعلیٰ مہارت اور جمالیاتی معراج کا مظہر ہے۔بیرونی جانب اس کا سنہرے رنگ کا پیاز نما گنبد بے حد دیدہ زیب ہے۔اندرونی جانب اس گنبد کی بھرپور زیبائش اور اس کا منفرد انداز بے حد متاثر کن ہے۔

گنبد کے عین قلب میں اقلیدسی دائرے میں گلکاری کے ذریعے ستارہ نما دائرہ ہے جس کے گرد تین مداروی دائروں کو گلکاری سے مزین کیا گیا ہے۔اس کے گرد ایک وسیع مدار کے اندر لمبوتری اور (بیرونی جانب) پھیلتی ہوئی گلکاری سے مزین ہیولائی پتیاں ہیں۔یہ شکل قدیم علامت ''چکرہ'' سے مماثل ہے۔اس چکرہ نما شکل کے اطراف گنبد کے زیریں اختتام تک ایک صراحی دار پھیلتا ہوا جال ہے جسے گلدستوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔اس جال کی حد بندی پر سرخ رنگ کی فروع ایک مستقیم الخطوط ستارہ نما شکل کو جنم دیتی ہیں۔ایک نیم سفید پس منظر پر بنیادی اور ثانوی رنگوں کی قوس قزح کا خوبصورت امتزاج پیدا کیا گیا ہے جو تخیل کے جمال اور سوچ کی گہرائی کا مظہر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغلیہ طرز زیبائش میں مساجد کے گنبد معنویت کے اعتبار سے مسحور کن اور قدرتی عوامل میں پنہاں رازوں تک ادراک کا موثر ترین ذریعہ ہیں۔گنبد کے بالائی مرکزی نقطے سے پھوٹتی ہوئی شعاعوں کی مانند زیبائشی لہریں ،جن کو گنبد کے زیریں حدود کی جانب ،مختلف گلکاری ،نباتاتی اور اقلیدسی شکلوں کی مدد سے پھیلاؤ میں لایا گیا اور رنگوں کی قوس قزح سے نہلا کر سحر انگیز فرحت اور گیان کی جانب مائل کرنے کا رجحان اجاگر کیا گیا ہے ،ایک منفرد انداز کو جنم دیتا ہے۔یہ مغل حکمرانوں میں قدرتی عناصر کے عمیق مشاہدہ اور مطالعہ کی بنیاد پر بنائے گئے پیچیدہ تخیلاتی مہین جال میں معنویت ،افکار وحدانیت ،صوفیانہ افکار کو سمو کر تزکیہ نفس اور روحانی راحت کا منبع بنانے کا منفرد فن ہے۔علاوہ ازیں زیبائشی طرز اور ڈیزائن میں توازن اور باہمی تعلق انسیت کا ماحول پیدا کرتا ہے اور انسان اس میں خود کو سمویا ہوا محسوس کرتا ہے جو قرب خداوندی اور نجات کا احساس بھی اُجاگر کرتا ہے۔

الغرض مغلیہ طرز زیبائش میں مسجدوں کے گنبد معنویت کے اعتبار سے مسحور کن اور قدرتی عوامل میں پنہاں رازوں تک ادراک کا موثر ترین ذریعہ ہیں۔گنبد کے بالائی مرکزی نقطے سے پھوٹتی ہوئی شعاعوں کی مانند زیبائشی لہریں جن کو گنبد کے زیریں حدود کی جانب مختلف گلکاری ،نباتاتی اور اقلیدسی شکلوں کی مدد

سے پھیلایا گیا اور رنگوں کی قوس قزح سے نہلا کر سحر انگیز فرحت اور گیان کی جانب مائل کرنے کا رجحان اجاگر کیا گیا ہے جو ایک منفرد انداز کو جنم دیتا ہے۔ یہ مغل حکمرانوں میں قدرتی عناصر کے عمیق مشاہدہ اور مطالعہ کی بنیاد پر بنائے گئے پیچیدہ تخیلاتی مہین جال میں معنویت ، افکار وحدانیت، تصوفی افکار (۱۲) کو سمو کر تزکیہ نفس (۱۳) اور روحانی راحت کا منبع (۱۴) بنانے کا یکتا کمال ہے۔ علاوہ ازیں زیبائشی طرز اور ڈیزائن میں توازن اور باہمی تعلق انسیت کا ماحول پیدا کرتا ہے اور انسان اس میں خود کو سمویا ہوا محسوس کرتا ہے جس سے قرب خداوندی اور نجات کا احساس بھی اُجاگر کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(1) Reddy, Krishna. Indian History. India: Tata McGraw-Hill Education, 2006.P.238

(2) Reddy, Krishna. Indian History. India: Tata McGraw-Hill Education, 2006.P.238

(3) Reddy, Krishna. Indian History. India: Tata McGraw-Hill Education, 2006.P.238

(4) Ihsan, Nadiem. Lahore a Glorious Heritage. Lahore: Sang-e-meel publications, n.d.

(5) Ihsan, Nadiem. Lahore a Glorious Heritage. Lahore: Sang-e-meel publications, n.d.

(6) Ansari, Mohammad Azhar. Social life of the Mughal emperors, 1526-1707. Michigan: Shanti Prakashan, 1974.P.47

(7) Society, Pakistan Historical. Journal of the Pakistan Historical Society, Volume 36. Virginia: Pakistan Historical Society., 1988.P.197

(8) Mubarik, Abu al-Fazl ibn. Akbarnama. India: Delhi;Ess Ess publishers, 1902.Volume 1,Chapter 76.

(9) Chaudary, Nazir Ahmad. A SHORT HISTORY OF LAHORE AND SOME OF ITS MONUMENTS. Lahore: Sang-e-meel Publications, 2000.P.69

(10) Chaudary, Nazir Ahmad. A SHORT HISTORY OF LAHORE AND SOME OF ITS MONUMENTS. Lahore: Sang-e-meel Publications, 2000.P.69

(11) http://contemporarywoolarearugs.com/classic-and-contemporary-area-rugs-%E2%80%93-oriental-persianrugs/

(12) Bakhtiar, Laleh. SUFI EXPRESSIONS OF THE MYSTIC QUEST. Britain: Thames and Hudson, 1967.

(13) Papdopoulo, Alexandre. Islam and Muslim Art. Britain: Thames and Hudson, 1980.P.48

(14) Papdopoulo, Alexandre. Islam and Muslim Art. P.91